واقفینِ نَو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم سید ذکی احمد جنود نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم مدثر احمد نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم سائیب احمد چوہدری نے آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ کا عربی متن پیش کیا۔ جس کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزم لبید احمد نے پیش کیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذکرالٰہی کرنے والے اور ذکرالٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ یعنی جو ذکرالٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

(بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ)

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الصلوٰۃ)

اس کے بعد عزیزم علی شاہان بٹ نے حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبدء الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

پیش کیا۔

☆ بعد ازاں عزیزم اوصاف احمد دانیال نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا؛

''زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لئے مجھے بھیجا گیا ہے۔ .... اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو۔'' (ملفوظات جلد دوئم صفحہ 138 و 139)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''میں خود جو اس راہ کا پورا تجربہ کار ہوں اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور فیض سے میں نے اِس راحت اور لذت سے حظ اُٹھایا ہے۔ یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مَر کے پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس میں چونکہ خود تجربہ کار ہوں اور تجربہ کر چکا ہوں اور اس وقف کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ جوش عطا فرمایا ہے کہ اگر مجھے یہ بھی کہہ دیا جاوے کہ اس وقف میں کوئی ثواب اور فائدہ نہیں ہے بلکہ تکلیف اور دُکھ ہوگا تب بھی میں اسلام کی خدمت سے رُک نہیں سکتا۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 370)

☆ اس اقتباس کے پڑھے جانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں موجود عمر کے لحاظ سے بڑے لڑکوں سے دریافت فرمایا کہ کسی کو اس کی سمجھ آئی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا ہے؟

اس پر ایک لڑکے نے عرض کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس اقتباس میں فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی زندگی خدا تعالیٰ کے لیے وقف کرنی چاہیئے۔ اور جو لوگ وقف کرتے ہیں ان کے پیچھے اس طرح نہیں پڑنا چاہیے کہ یہ بہت بڑے ولی اللہ ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا؛**۔ یہ جو فقرہ ہے 'ولی پرست نہ بنو، ولی بنو۔ پیر پرست نہ بنو، پیر بنو۔ اس کا کیا مطلب ہے؟

اس پر لڑکے نے عرض کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ ایسے لوگوں کے پیچھے پڑیں اور ان کے وسیلے سے خدا کو پانے کی کوشش کریں آپ خود کوشش کر کے وہ درجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور خدا سے آپ کا براہِ راست تعلق ہونا چاہیئے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:**۔ ٹھیک ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ میں تکبر پیدا ہو جائے کہ میں ولی بن گیا ہوں اور بہت اونچا ہو گیا ہوں اور اب لوگ میرے پاس آیا کریں اور دعا کروایا کریں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اندر وہ خصوصیات پیدا کریں جو ولیوں میں ہوتی ہیں، جو نیک لوگوں میں ہوتی ہیں۔ اور ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ وہی جو پہلے بیان ہوئیں۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خصوصیات۔ اور آپ علیہ السلام کی خصوصیات کا قرآن مجید میں ذکر ہے اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى۔ کہ وہ بڑے وفادار تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے وفا کی اور اتنی وفا کی کہ اپنے بیٹے کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اپنی بیوی کو جنگل میں چھوڑنے کو تیار ہو گئے۔ تو یہ وفاؤں کے معیار ہیں!

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس لیے ایک واقف نو اور واقف زندگی کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ میں فلاں جگہ جاؤں یا مجھے فلاں جگہ بھیجا جائے۔ اس کو مکمل طور پر اپنی وفا کا اظہار کرنا چاہئے کہ جماعت اور خلیفۂ وقت مجھے جہاں بھیجیں گے میں وہاں چلا جاؤں گا اور جن حالات میں بھی رہنا پڑے میں وہاں رہوں گا۔ اور جن حالات میں بھی گزارا کرنا پڑے میں کروں گا۔ اس بات کا میں نے اپنے خطبہ میں بھی ذکر کیا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ پیسے ملیں گے تو وقف رکھوں گا، نہیں ملیں گے تو نہیں رکھوں گا۔ بعض دفعہ واقفین زندگی کو ایسی جگہوں میں بھیجنا پڑتا ہے مثلاً افریقن ممالک میں یا غریب ملکوں میں جہاں بڑی مشکل سے گزارہ ہوتا ہے۔ لیکن ایک وقفِ نَو کا یہ کام ہے کہ وہ ہر خدمت کے لئے اپنے آپ کو تیار کرے۔

☆ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ آپ میں سے کتنے ایسے ہیں جو اپنی پڑھائی کے بعد بھی اپنے وقف کو جاری رکھنا چاہتے ہیں؟ اس پر کلاس میں موجود تمام واقفینِ نَو نے اپنے ہاتھ بلند کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوبارہ استفسار فرمایا کہ جہاں بھی جماعت بھیجے گی کیا آپ لوگ وہاں جانے کے لئے تیار ہو؟

اس پر تمام واقفینِ نَو نے اثبات میں جواب دیا۔

☆ **اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباس 'ولی پرست نہ بنو۔ ولی بنو۔ پیر پرست نہ بنو، پیر بنو' کے حوالہ سے فرمایا** کہ اس کا مطلب ہے کہ بجائے اس کے کہ آپ لوگوں کے پاس دعا کروانے جاؤ آپ کا خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اتنا ہونا چاہیے کہ خود بھی اپنے لئے دعائیں کر سکیں۔ اپنی عبادتوں کے معیار بھی بڑھاؤ اور نیک لوگوں کی خصوصیات کو اپنے اندر بڑھاؤ۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ یورپ اور کینیڈا وغیرہ میں جو self assisted death کی اجازت ہے اس کے بارہ میں ہمارا کیا نظریہ ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے** فرمایا کہ اس کو یورپ میں mercy killing کہتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنی زندگی دی ہے چاہے وہ تکلیف دہ زندگی ہو وہ گزرانی چاہیے۔ اِن ممالک میں اب وہ قدریں نہیں رہیں اس لیے ایسی باتیں سامنے آتی ہیں۔ جب بچے دیکھتے ہیں کہ ماں باپ اب بوڑھے ہو گئے ہیں اور بیمار ہو گئے ہیں تو وہ ان کو اٹھا کر old people houses میں پھینک آتے ہیں۔ اور ایسی جگہوں کا حال یہ ہے کہ ہیومن رائٹس والوں نے جب جا کر ایسی جگہوں کے جائزے لیے ہیں تو مختلف آرٹیکلز میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسے اداروں کا اسٹاف بوڑھوں سے بڑی بری طرح سے برتاؤ کر رہا ہوتا ہے۔ بعض ایسے مریض جو تکلیف میں ہوتے ہیں اور تکلیف کی وجہ سے جب شور مچاتے ہیں تو بعض جگہ ایسے کیسز بھی ملے ہیں کہ ان اداروں کے سٹاف نے ایسے مریضوں کے منہ کے اوپر تولیہ رکھ دیا تا کہ آوازیں نہ آئیں۔ اور جو attendant ہوتے ہیں وہ رات کو ان کی دیکھ بھال کرنے کی بجائے آپس میں تاش کھیلتے رہتے ہیں۔ تو جب اس طرح کی صورتحال ہوتی ہے اور تکلیف برداشت نہیں ہوتی، خاص طور پر کینسر کے مریضوں سے یا دوسری ایسی بیماریاں جو زیادہ تکلیف دہ ہیں تو mercy-killing کروا لیتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

یہ یورپ میں بھی بعض جگہوں پر ہے مثلاً آسٹریا میں لوگ ایسا ٹیکہ لگوا کر یا دوسرے طریق سے اپنے آپ کو مروا لیتے ہیں۔ لیکن سارے ملکوں میں نہیں ہے۔ بہرحال یہ غلط طریقہ ہے۔ جب تک زندگی ہو گزارنی چاہئے اور بچوں کو بھی ماں باپ کا خیال رکھنا چاہئے تا کہ ان کے احساسات و جذبات مجروح نہ ہوں کہ وہ اپنے آپ کو مارنا چاہیں بلکہ بڑوں کی دعائیں لینی چاہئیں۔ اور اگر یہ قدریں قائم ہو جائیں تو میرا نہیں خیال کہ پھر بوڑھے اس طرف رخ کریں گے۔ بہت سی جگہوں پر ہمارے خدام جاتے ہیں اور وہ بتاتے ہیں کہ بوڑھے کہتے ہیں کہ ہمیں تو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ کئی کئی مہینے ان کے رشتہ دار انہیں پوچھنے نہیں آتے۔ اور ہمارے لوگ جب جاتے ہیں تو وہ لوگ بڑے خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگ بھی خدام الاحمدیہ کے شعبہ خدمت خلق کے تحت جایا کریں۔ انصار اللہ اور لجنہ کو بھی میں نے کہا ہوا ہے کہ جایا کریں اور لوگوں کے دل بہلایا کریں۔

☆ اس کے بعد ایک واقف نَو نے سوال کیا کہ جس طرح ریجائنا میں مسجد محمود 100 فیصد رضا کارانہ طور پر بنائی گئی ہے کیا مستقبل میں بھی ایسی مساجد بنائی جائیں گی؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** آپ یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ساری مسجد سو فیصد رضاکارانہ طور پر بنی ہے۔ بعض ایسے کام تھے جو پروفیشنلز کے کرنے والے تھے۔ اس لیے باہر سے بھی پیسے دے کر کام کروایا گیا۔ لیکن اس کا اکثر حصّہ رضا کاروں کے ذریعہ بنا ہے۔ آئندہ بھی جہاں چھوٹی مسجدیں بنی ہیں اور جہاں غریب جماعتیں ہیں وہاں لوگ دوسری جگہوں سے جا کر والنٹیئر کر سکتے ہیں۔ اب تو یہاں بہت سارے نئے ریفیوجیز اور immigrants آ گئے ہیں جن کے پاس جاب وغیرہ بھی نہیں ہے اور فی الحال ان کا گزارہ اس طرح ہی ہو رہا ہے۔ اگر وہ اپنا وقت دیں اور ان جگہوں پر جا کر کام کریں تو اچھی بات ہے۔ یہ تو یہاں کی لوکل انتظامیہ کا کام ہے کہ ایسے لوگ تلاش کریں۔ ایک روح پیدا کرنی چاہئے کہ سو فیصد تو نہیں لیکن جس حد تک رضا کارانہ کام ہو سکتا ہے وہ کیا جائے۔ دنیا میں اور جگہ بھی ہوتا ہے۔ یوکے میں بھی ہوتا ہے، جرمنی میں بھی ہوتا ہے۔ اور ملکوں میں بھی لوگ والنٹیئر کرتے ہیں۔ اگر

والنٹیئر کرلیں تو اچھا ہے سستی بن جائے گی۔اب ریجائنا کی مسجد محمود کے بارہ میں ٹھیکیدار کہتے تھے کہ ساڑھے تین سے چار ملین تک خرچ ہو جانا تھا۔جبکہ 1.6 ملین میں سارا کام ہو گیا ہے۔صرف میٹریل خریدا ہے اور کچھ کاموں کے لئے پروفیشنلز کو پیسے دیئے۔تو اس طرح قریباً 3/1 پیسے بچ گئے۔

☆ ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور انور تبرک کے طور پر انگوٹھی یا کوئی اور چیز دیتے ہیں اس تبرک کی کیا حقیقت ہوتی ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**: یہ تو اپنے اپنے اعتقاد کی بات ہے۔جن کو اعتقاد ہوتا ہے وہ لے لیتے ہیں اور جن کو اعتقاد نہیں ہے وہ نہ لیں۔یہ کوئی ضروری اور لازمی چیز تو نہیں ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ تبرک ایک تعلق کا اظہار ہوتا ہے۔مجھ سے کوئی تبرک مانگتے تو کوشش کرتا ہوں کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی کے ساتھ لگا کر اسے تبرک کر دوں۔کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی الہام ہوا ہے کہ ''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔'' تو وہ برکت آپ علیہ السلام کی انگوٹھی میں بھی ہے۔اس الہام کا ایک مطلب ظاہری طور پر بھی ہے۔اصل بات تو یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کیا جائے اور وہ برکات حاصل کی جائیں جو آپ علیہ السلام کی تعلیم میں ہیں۔لیکن ظاہری طور پر بھی پورا کرنے کے لیے کیا جاسکتا ہے۔اس لیے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض کپڑوں کے ٹکڑے ہیں یا اسی طرح دوسری چیزیں ہیں ان سے ظاہری طور پر بھی تبرک کیا جاتا ہے۔

☆ ایک خادم نے سوال کیا کہ وقف نو اور وقفِ زندگی میں کیا فرق ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**: پہلی بات تو یہ ہے کہ وقف نو جب اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو وہ وقفِ زندگی بن جاتا ہے۔وقف کا مطلب ہے کہ دین کی خاطر اپنے آپ کو پیش کر دینا۔اور اس کے بعد اپنی کوئی مرضی نہیں رکھنی۔اپنے آپ کو جماعت کے سپرد کر دینا ہے۔اور وقف نو وہ ہیں جن کو ماں باپ یا خاص طور پر مائیں پیدائش سے پہلے ہی وقف کر دیتی ہیں۔اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو پھر وہ بتاتی ہیں کہ ہمارا بچہ پیدا ہو گیا ہے اور وہ اس اسکیم میں شامل ہو جاتے ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جاری کی تھی کہ مائیں پیدائش سے پہلے اپنے بچے پیش کریں۔وقف نو اس تحریک کا نام رکھا گیا۔اور جب کوئی واقفِ نَو بڑا ہو کر اپنی پڑھائی مکمل کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے تو وقف زندگی بن جاتا ہے۔

دوسرے وقف زندگی وہ ہیں جن کو بچپن میں پیش نہیں کیا گیا لیکن بڑے ہو کر خود انہوں نے اپنے آپ کو وقف کیا اور جماعت کو پیش کر دیا۔جس طرح میں نے کیا یا اور بہت سے سارے لوگ کرتے ہیں۔اُس وقت وقفِ نو کی تحریک تو نہیں تھی۔لیکن میں نے جماعت کے لئے زندگی وقف کی تھی کہ جماعت جو چاہے مجھ سے کام لے لے۔تو جب جماعت کا کام کرتے ہیں تو وقف زندگی ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ اللہ سب سے زیادہ معاف کرنے والا ہے۔یہاں تک کہ ایک آدمی نے سو قتل کیے اس کو بھی اللہ نے معاف کر دیا۔اور قرآن کریم میں لکھا ہے کہ اگر کوئی ایک انسان کو قتل کرے تو گویا اس نے ساری انسانیت کو قتل کر دیا۔تو اگر اللہ تعالیٰ اس قدر معاف کرنے والا ہے تو پھر لوگ دوزخ میں کیونکر جائیں گے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**: اسی سے اندازہ کرلو کہ اللہ تعالیٰ اتنا معاف کرنے والا ہے لیکن اس کے باوجود لوگ دوزخ میں چلے جاتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنے زیادہ حد سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حصہ ہی نہیں ملتا۔لیکن یہ بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہر چیز پہ حاوی ہے۔یعنی بہت وسیع ہے۔ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب دوزخ بالکل خالی ہو جائے گی اور سارے جنت میں چلے جائیں گے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم پہلے گناہ کریں اور پھر ضرور دوزخ میں جائیں اور پھر جنت میں جائیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ نیکی کا راستہ ہے اور یہ برائی کا راستہ ہے۔اگر نیکیاں کرتے رہو گے تو میری نعمت سے حصہ لیتے رہو گے۔اور اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے اور کس نے دوزخ میں جانا ہے۔انسان اس کا فیصلہ نہیں کرسکتا۔کہتے ہیں کہ دو شخص تھے اور ان میں سے ایک نمازیں نہیں پڑھتا تھا یا گناہ کرنے والا تھا اور صحیح طرح ایمان پر قائم نہیں تھا۔دوسرا شخص اپنے آپ کو بڑا نمازی سمجھتا تھا۔دونوں کی آپس میں گفتگو ہو رہی تھی۔جو اپنے آپ کو بڑا نمازی سمجھتا تھا اس نے دوسرے سے کہا کہ تم تو ایسے ہو اور ویسے ہو۔اس لئے تم دوزخ میں جاؤ گے اور میں بڑا نیک ہوں میں جنت میں جاؤں گا۔اب یہ تو کسی کو نہیں پتہ کہ کس نے دوزخ میں جانا ہے کس نے جنت میں جانا ہے۔کیونکہ یہ فیصلہ تو وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے۔خیر جب وہ دونوں فوت ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے تو وہ شخص جو اپنے آپ کو نیک کہتا تھا اور دوسرے شخص کو کہتا تھا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے اور تمہارے اندر فلاں فلاں برائیاں ہیں اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تم کون ہوتے ہو یہ فیصلہ کرنے والے کہ فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں دوزخ میں؟ تمہیں اپنی نیکیوں پر زیادہ مان ہے اور تم سمجھتے ہو کہ میں بہت نیک آدمی ہوں تو اصل حقیقت یہ ہے کہ تمہارے اندر تکبر ہے۔اور تکبر بہت بڑی برائی ہے۔اس لیے اس گناہگار کو تو میں جنت میں ڈال رہا ہوں اور تمہیں میں جہنم میں ڈال رہا ہوں۔اس لیے کوشش یہی ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہے کہ کون دوزخ میں جاتا ہے کون جنت میں جاتا ہے۔ہاں اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا اس نے دوسرے کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی اور یہ فیصلہ کر دیا کہ تم دوزخ میں جاؤ گے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے جنت میں ڈال دیا اور بظاہر نیک کام کرنے والا دوزخ میں۔کیونکہ اس میں تکبر تھا۔اس لئے کوشش یہی کرنی چاہیے کہ ہر وہ نیکی کی جائے جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والی ہو اور جس میں عاجزی ہو۔یہ فیصلہ مرنے کے بعد ہو گا کہ کون کہاں جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔تو اس وسیع رحمت کو تو کوئی چیلنج نہیں کرسکتا۔تمہارا سوال یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی رحمت اتنی وسیع ہے تو پھر لوگ دوزخ میں کیوں جاتے ہیں؟ تو اس کا جواب یہی ہے کہ لوگ جب گناہوں کی انتہا کر دیتے ہیں تب دوزخ میں جاتے ہیں۔لیکن یہ بھی اللہ کی رحمت ہی ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ خالی ہو جائے گی۔یہ حدیث میں آیا ہے ایک وقت آئے گا جب دوزخ خالی ہو جائے گی اور جنت بھر جائے گی۔

☆ ایک واقفِ نَو نے سوال کیا کہ کیا واقفین نَو کو پولیس میں جانے کی اجازت ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**: اگر تو ملک کو بہت زیادہ ضرورت ہے تو اجازت لے کر چلے جائیں۔اگر واقفین نَو نے ایسی فیلڈ کی پڑھائی کی ہو تو میں اجازت دے دیا کرتا ہوں کہ چلے جاؤ لیکن اگر وقف قائم رکھنا چاہتے ہو تو پھر اس عہد کے ساتھ جاؤ کہ جب بھی ہماری ضرورت ہو گی تو ہم پولیس یا جس شعبہ میں بھی کام کر رہے ہوں گے وہاں سے استعفیٰ دے کر جماعت کی خدمت کے لیے آجائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسرا یہ کہ پولیس میں جا کر پولیس والے نہیں بن جانا یعنی ان کی طرح حرکتیں نہیں کرنے لگ جانا۔اُن کے ماحول میں نہیں ڈھل جانا۔بلکہ پولیس میں رہ کر بھی اپنی پانچوں نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔پانچ نمازیں پوری طرح پڑھنی ہیں۔قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہے۔اس کا پوری طرح ترجمہ سیکھنا ہے۔دین کی کتابیں پڑھنی ہیں۔اپنے دینی علم کو بڑھانا ہے۔اور اپنے جمعے اور عیدیں سوائے اس کے کہ کسی غیر معمولی حالات میں ملکی مفاد کی خاطر ڈیوٹی لگا دی جاتی ہے کبھی ضائع نہیں کرنیں۔تو اگر یہ سب کرسکتے ہو تو پھر اجازت لے کر پولیس میں جاسکتے ہو۔بغیر اجازت کے نہیں۔

☆ اس کے بعد ایک واقف نَو نے سوال کیا کہ لاہوری جماعت کس طرح علیحدہ ہوئی تھی؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا**: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جو اس زمانہ کے بزرگ تھے جن میں مولوی محمد علی صاحب، خواجہ کمال الدین صاحب اور صدر الدین صاحب وغیرہ اور اس طرح کے بہت سارے لوگ شامل تھے ان لوگوں کا یہ نظریہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ساری طاقت انجمن احمدیہ کے پاس آجانی چاہئے۔لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس وقت حالات کو کنٹرول کیا اور انہیں سمجھایا کہ خلافت کا نظام ہی چلے گا۔خیر اُن حالات میں تو ان لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی بزرگی کی وجہ سے تسلیم کرلیا۔غالب خیال یہی ہے۔لیکن جب 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا انتخاب ہوا۔اس وقت دوبارہ ان لوگوں نے کہا کہ انجمن خلافت کے اوپر حاوی ہے اور خلیفہ وقت انجمن کے ماتحت ہے۔یہ اسی طرح ہے جیسے کسی ملک کی نیشنل عاملہ اٹھ کر کہہ دے کہ خلیفہ وقت ہمارے ماتحت ہے۔سو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ الوصیت میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ میرے بعد خلافت کا نظام جاری ہو گا۔ہر نبی کے بعد خلافت کا نظام جاری ہوتا ہے اور خلیفہ وقت خدا کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔اور وہی نظام کو چلائے گا۔اس پر وہ لوگ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔مولوی محمد علی صاحب ان کے لیڈر تھے اور باقی سب ان کے ساتھ چلے گئے۔اس زمانہ کے جتنے بڑے بڑے علماء تھے وہ چلے گئے اور انجمن کا خزانہ بھی ساتھ لے گئے۔لیکن جو عام لوگ تھے انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرلی اور خلافت کا

قادیان میں رہے اور یہ لوگ علیحدہ ہو کر لاہور چلے گئے کہ ہم خلافت کو نہیں مانتے۔ انہوں نے وہاں جا کر انجمن احمدیہ قائم کر لی اور اپنا علیحدہ ایک گروہ بنالیا۔اس کو لاہوری گروہ بھی کہتے ہیں۔ پیغامی بھی کہتے ہیں۔تو اس طرح یہ لاہوری جماعت قائم ہوئی تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔ لیکن آہستہ آہستہ جماعت احمدیہ خلافت کے تحت بڑھتی رہی اور اب بڑھتے بڑھتے دنیا میں کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ اب جماعت احمدیہ کروڑوں میں ہے اور **209** ملکوں میں پھیل چکی ہے۔اور دوسری طرف وہ لوگ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جارہے ہیں حالانکہ وہ سارے امراء تھے۔ بلکہ بہت سارے لاہوریوں میں سے بھی ایسے ہیں جو بیعت کر کے اب جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ان کی کچھ تعداد فجی میں ہے اور اس طرح بعض دیگر ملکوں میں بھی ہیں لیکن چند ایک لوگ رہ گئے ہیں۔ پاکستان میں بھی بہت تھوڑے ہیں۔ جب میں فجی اور نیوزی لینڈ گیا تھا اس وقت بھی ان میں سے بہت ساروں نے بیعت کی تھی۔ کئی ایسے بھی تھے جن کے بیوی بچوں نے بیعت کر لی تھی لیکن خاوند نے نہیں کی۔مگر خاوند بھی جماعت کے خلاف نہیں ہے۔تو آہستہ آہستہ ان کی تعداد کم ہوتے ہوتے نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے۔اور جماعت احمدیہ بڑھتی چلی جارہی ہے۔

☆ ایک واقف نو لڑکے نے سوال کیا کہ واقفین نو کا آرٹس میں تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے **فرمایا:۔** ہاں پڑھ لو۔ کوئی حرج نہیں۔ پہلے بتادو کہ میں یہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

☆ ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ جب میں کسی ٹیسٹ میں پاس ہونے کی دعا کرتا ہوں تو پاس ہو جاتا ہوں۔ اس طرح پتہ لگ جاتا ہے کہ دعا قبول ہوگئی ہے۔ نماز کے بعد کیسے پتہ چلتا ہے کہ دعا قبول ہوئی یا نہیں؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ** بنصرہ العزیز نے **فرمایا:۔** اگر تو تمہاری دعا دل سے نکلی ہے اور تم نے رو کے مانگی ہے اور دعا کرنے کے بعد سجدہ سے سر اٹھاتے ہی تمہاری تسلّی ہوگئی ہے اور تمہیں لگا کہ ہاں میری آواز اللہ کو پہنچ گئی تو اس کا مطلب ہے کہ تمہاری دعا قبول ہوگئی ہے۔ٹیسٹ وغیرہ کے علاوہ اور بھی دعائیں ہوتی ہیں جن کا اللہ کو پتہ ہوتا ہے کہ کونسی تمہارے حق میں بہتر ہے۔اگر دو **options** ہیں تو اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ تمہارے لئے کونسی آپشن بہتر ہے۔ دعا کے بعد دل کو تسلی ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ بہتر ہی نکلے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی اچھا نتیجہ نکال دیتا ہے۔ پھر دعا کے دوران ہی دل کی تسلی ہو جاتی ہے اور ایک ایسی حالت آجاتی ہے کہ آپ کو احساس ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا سن لی ہے یا کم از کم اللہ تعالیٰ تک بات پہنچ گئی ہے اور وہ سن لے گا۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نو خادم نے سوال کیا کہ جسٹن ٹروڈو (وزیر اعظم کینیڈا) کی حضور سے ملاقات ہوئی تھی۔اس حوالہ سے کچھ خلاصہ بیان فرمادیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** خلاصہ تو پہلے ہی خبروں میں آچکا ہے۔اُس نے یہی کہا تھا کہ ہم ایک دوسرے کو پرانے جاننے والے ہیں اور جماعت احمدیہ بڑے اچھے کام کر رہی ہے۔ملک کی بڑی خدمت کر رہی ہے اور ہم اسے سراہتے ہیں۔ اور میرے متعلق بھی اس نے ایک دو لفظ کہے تھے۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کر دیا تھا۔اور اس کے بعد یہ بھی کہ **2010**ء میں لاہور میں ہمارے بہت سے لوگ شہید ہوئے تھے ان کی فیملیز کو یہاں بلایا ہے۔ اسی طرح سیرین ریفیوجیز آرہے ہیں۔اس حوالہ سے میں نے ان کا شکریہ ادا کیا تھا۔اس کے علاوہ کچھ جنرل باتیں ہوئی تھیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:اب نماز کا وقت ہو گیا ہے۔اس لئے آخری سوال ہے۔

☆ اس کے بعد ایک واقفِ نو خادم نے کہا کہ میرا سول انجینئرنگ میں آخری سمسٹر ہے۔ جماعت کو اس فیلڈ میں سب سے زیادہ مدد کس ملک میں چاہئے؟

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔** تم پہلے اپنی تعلیم مکمل کر کے تجربہ حاصل کرو۔کسی کمپنی میں کام کرو اور پھر وقف کرو۔اس کے بعد جماعت نے فیصلہ کرنا ہے کہ تمہیں کہاں بھیجنا ہے۔یہ فیصلہ آپ نے نہیں کرنا کہ کس ملک میں جانا ہے۔ جہاں بھی ضرورت ہوگی وہاں بھیج دیں گے۔اس لئے پہلے تعلیم مکمل کر کے کم از کم دو سال تجربہ حاصل کریں اور پھر اپنے آپ کو پیش کریں۔اگر تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس فیلڈ میں جاب نہیں ملتی تو کوئی **odd** جاب نہیں کرنی بلکہ مجھے بتانا ہے۔میں تمہیں پھر کسی اور جگہ بھجوادوں گا۔

واقفِ نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس آٹھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کلاس میں شامل ہونے والے بچوں اور نوجوانوں کو قلم عطا فرمائے اور ہر ایک کو شرف مصافحہ سے نوازا۔